مولانا مجاہد الحسینی

مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے دنیائے خطابت کی نام ور اور منفرد شخصیت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ایک ایسا فرزند عطا فرمایا جو زہد وتقویٰ، دین و دیانت، علم وعرفان، فہم وفراست، ادب وخطابت کا پیکرِ جمیل تھا۔اس عبقری شخصیت کا اسم گرامی مولانا حافظ سید عطاء المنعم ابوذر بخاری ہے۔جن کی ولادت ۷؍جمادی الاخری ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۳؍دسمبر ۱۹۲۶ء بروز پیر مشرقی پنجاب کے مشہور شہر امرتسر میں ولادت ہوئی۔ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں حاصل کرنے کے ساتھ محترمہ والدہ ماجدہ سے قرآن کریم کے پانچ پارے حفظ کرنے کے بعد قاری کریم بخش امرتسری سے تکمیل کی۔بعدازاں قرآن وحدیث اور فقہی علوم میں مہارت کے لیے' پنجاب کی سب سے بڑی دینی درس گاہ خیر المدارس جالندھر میں داخل ہوئے۔

ان دنوں میری اگرچہ اپنے شہر سلطان پور لودھی کے مدرسہ تعلیم القرآن میں ابتدائی کتب کی تعلیم جاری تھی اور اس کے سالانہ جلسے میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ایمان افروز اور ولولہ انگیز تقریر سننے کی سعادت حاصل ہو چکی تھی کہ اس اثناء میں خیر المدارس جالندھری کے سالانہ جلسے کا اشتہار دیکھ کر حضرت امیر شریعتؒ کا خطاب سننے کے لیے جالندھر کا سفر اختیار کیا۔یہ جلسہ محلّہ عالی کے میدان میں منعقد ہوتا تھا۔حضرت شاہ صاحب کے خطاب سے پہلے تلاوت کے لیے حافظ سید عطاء المنعم شاہ بخاری کے نام کا اعلان ہوا۔حافظ صاحب نے وجد آفریں حجازی لہجے میں تلاوت کی تو مجمع کی کیفیت کا حال بیان سے باہر ہے۔پھر حضرت امیر شریعت کی جادو بھری تقریر سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔خیر المدارس کے جلسے میں شاہ صاحب کے علاوہ مولانا قاری محمد طیب کا خطاب، حفیظ جالندھری اور نفیسی خلیلی کی نظموں اور حافظ سید عطاء المنعم کی تلاوت سننے لوگ کشاں کشاں آتے تھے۔

میری خوش نصیبی کہ جلد ہی مجھے بھی خیر المدارس کی اسی جماعت میں داخلہ مل گیا جس میں حافظ سید عطاء المنعم شاہ بخاری زیر تعلیم تھے۔فقیہہ العصر حضرت مولانا عبدالشکور اور حضرت مولانا محمد شریفؒ (فرزند مولانا خیر محمد جالندھریؒ) رحمہم اللہ جیسے نابغۂ روزگار اساتذہ کرام کی شفقت اور توجہ اور حافظ عطاء المنعم جیسے عبقری ہم درس کی رفاقت سے میری زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا تھا۔اور یہ ایک حقیقت ہے جس کا زندگی کے ہر مرحلے میں برملا اعتراف واظہار کیا ہے کہ اگر مجھے خیر المدارس جالندھر کا علم افزا ماحول، لائق فائق اساتذہ کرام اور حافظ صاحب کی رفاقت کا اعزاز نہ ملتا تو میرا ظلمت کدہ فکر ونظر کبھی روشن نہ ہوتا:

جمال ہم نشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

طالب علمی کے زمانے میں ناقدانہ ذہن کی وجہ سے درس نظامی کے نصاب میں شامل کتاب ''نفحۃ الیمن'' کے بعض

اسباق کی بابت میرے تاثرات اچھے نہ تھے۔اسی طرح منطق اور فلسفے کی بعض شامل نصاب کتابوں کی بابت اکثر تنقید ہوتی رہتی تھی۔مولانا حافظ سید عطاء المنعم (ابوذر) بخاری، حافظ محمد شفیق امرتسری اور چند دیگر ساتھی میرے مؤید اور ہمنوا ہوتے تھے لیکن یہ نصابی تبدیلی ہمارے بس کی بات نہ تھی۔تھوڑے ہی عرصے کے بعد دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب مولانا اعزاز علی کی کتاب ''نفحۃ العرب'' شائع ہو کر شامل نصاب ہوئی تو رفقاء درس کو نفحۃ الیمن کی بابت میرے تاثرات کی صداقت کا یقین آ گیا۔بہرنوع مولانا حافظ سید عطاء المنعم بخاری کی یہ رفاقت گہری دوستی اور اخوت میں ڈھل گئی تھی۔اسی کی برکت سے مجھے حضرت امیر شریعتؒ کی زیارت اور ملاقات کی سعادت نصیب ہوتی رہتی تھی۔

قیام پاکستان کے بعد ہم سب ہجرت کر کے نئے وطن میں آئے تو اپنے رفیق محترم کی تلاش میں روزنامہ ''آزاد'' لاہور کے دفتر میں گیا۔آغا شورش کاشمیری سے ملاقات ہوئی۔قبل ازیں ۱۹۴۶ء میں ان سے مل چکا تھا جبکہ نواب زادہ نصر اللہ خان ''آزاد'' کے چیف ایڈیٹر اور آغا صاحب ان کے نائب تھے۔میں نے ان سے حضرت امیر شریعت کی پاکستان میں سکونت کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے خان گڑھ کا حوالہ دیا کہ شاہ صاحب نواب زادہ صاحب کے ہاں قیام پذیر ہیں۔چنانچہ میں بھی خان گڑھ پہنچا اور وہاں حضرت امیر شریعتؒ کی زیارت اور اپنے ہمدم ورفیق حافظ سید عطاء المنعم سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔نواب زادہ صاحب اور حافظ صاحب سے مشاورت کے بعد میں نے مظفر گڑھ شہر میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ شدید بارشوں اور تباہ کن سیلاب کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب مع اہل خانہ ملتان منتقل ہو گئے۔تو حافظ صاحب سے ملتان میں اکثر ملاقاتیں ہوتی تھیں۔اسی دوران انہوں نے اپنے انقلابی رجحانات کے مطابق ملتان سے ہفت روزہ شائع کرنے کا مشورہ دیا۔چنانچہ ''غریب'' کے نام سے میں نے ڈیکلریشن حاصل کر لیا۔ان دنوں اخبارات ورسائل کی اشاعت کے لیے نقد رقم خزانہ سرکار میں جمع کرائی جاتی تھی۔جس کے مطابق ۱۹۴۸ء میں مبلغ پانچ سو روپے جمع کرا کے ''غریب'' کی اشاعت کا اہتمام کیا۔(یاد رہے' ان دنوں ایک تولہ سونے کی قیمت اسی روپے تھی) اس پرچے کی مجلس ادارت حضرت مولانا عبدالرشید نسیم (علامہ طالوت) مولانا حافظ سید ابوذر بخاری اور راقم الحروف پر مشتمل تھی۔ہفت روزہ ''غریب'' کا ٹائٹل، نام ور خطاط تاج الدین زریںؒ رقم اور حافظ محمد یوسف سدیدیؒ کی ماہرانہ اور فنکارانہ ندرت کا آئینہ دار تھا اور مسئلہ قومیت پر حضرت شیخ مدنی اور علامہ اقبال سے خط وکتابت کرنے والی عظیم شخصیت' علامہ طالوت کی سرپرستی میں اس کا پہلا شمارہ طبع کرایا گیا تو اس کے صفحہ اوّل پر علامہ طالوت کا کلام بعنوان ''اور غریبی باعثِ صد ننگ ہے دنیا میں آج'' اور مولانا سید ابوذر بخاری کی ''آج کل'' کے عنوان سے نظم شائع ہوئی تھی۔علامہ طالوت کی سرپرستی ورہنمائی میں ''غریب'' کے کئی شمارے طبع ہوئے تھے۔ایک شمارے میں ''لو پھر بہار آئی' ربوہ کی یاد لائی'' کے عنوان سے نظم شائع ہوئی تو ملتان کے مرزائی ڈپٹی کمشنر ایس ایم حسن نے پرچے کی ضمانت ضبط کرنے کا حکم دیا جس پر میں نے غریب کی اشاعت بند کر دی۔بعد ازاں مولانا حافظ سید عطاء المنعم بخاری نے ماہنامہ ''مستقبل'' جاری کیا۔جو علم وادب کا ایک منفرد اور مثالی مجلّہ تھا۔اس کے ساتھ انہوں نے ''نادیۃ الادب

الاسلامی‘‘ کے نام سے ایک ادبی تنظیم قائم کی جس کے وہ سربراہ اور امیر مقرر ہوئے ۔ راقم الحروف اس کا قیم (سیکرٹری جنرل) تھا ل۔ علاوہ ازیں حافظ سید ابوذر بخاری نے انہی دنوں ’’سہ روزہ ’’مزدور‘‘ جاری کر کے ’’اسلامک ٹریڈ یونین‘‘ اور ’’اسلامی کسان کمیٹی‘‘ بنائی تھی ۔ ان اقدامات سے حافظ صاحب کے فکری ونظری رجحانات کی سمت متعین ہوتی ہے ۔ وہ اسلامی معاشی انقلاب کے زبردست داعی تھے ۔ انہی دنوں آغا شورش کاشمیری نے روزنامہ ’’آزاد‘‘ کی ادارت سے الگ ہو کر اپنا ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ جاری کیا تو آزاد کی ادارت چودھری افضل حقؒ کے عزیز چودھری ظہور الحق کے سپرد ہوئی ۔ ان کے بعد ڈاکٹر صابر ملتانی ، پھر حضرت امیر شریعت کے حکم سے آزاد کی ادارت مجھے نصیب ہوئی تھی ۔ حضرت امیر شریعتؒ کی زیر سرپرستی ’’آزاد‘‘ تحریک تحفظ ختم نبوت کا ترجمان تھا ۔ اس کے شعبۂ تحریر میں مولانا سید ابوذر بخاری‘ میرے خاص معاون اور رہنما تھے ۔ ان کے علمی و ادبی شہ پارے ’’آزاد‘‘ میں بھی شریک اشاعت ہوتے تھے ۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ہمہ گیر ہوگئی تو اس کے ترجمان روزنامہ ’’زمیندار‘‘ اور روزنامہ ’’آزاد‘‘ لاہور کو ایک ایک سال کے لئے جبراً بند کر دیا گیا تھا ، چنانچہ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں مجلس عمل کے تمام رہنما (حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ، مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور ، مولانا عبدالحامد بدایونی ، ماسٹر تاج الدین انصاری اور دیگر رہنما گرفتار کر لئے گئے ۔ اسی رات پولیس مجھے بھی گرفتار کرنے آئی تو میں مظفر گڑھ جا چکا تھا ، وہاں سے ملتان آیا اور مولانا سید ابوذر بخاری کو ساتھ لے کر لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں قیام کیا ، مولانا غلام غوث ہزاروی بھی موجود تھے ، چند روز بعد ۵ / مارچ کو جنرل اعظم خاں کے مارشل لاء کا نفاذ ہوا تو مجھے مظفر گڑھ سے گرفتار کر کے لاہور سنٹرل جیل میں پس دیوار زنداں کر دیا گیا جہاں تھوڑے ہی دنوں کے بعد کراچی میں گرفتار شدہ عظیم شخصیات کو بھی لاہور سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا تھا ، اس دوران مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری ایسے روپوش ہوئے کہ ہزار کوشش کے باوجود یہ حضرات قابو میں نہ آ سکے تھے ، خفیہ مقامات پر رہ کر ان حضرات نے تحریک ختم نبوت کو ہمہ گیر کرنے میں لائق تحسین خدمات انجام دیں تھیں

تحریک ختم نبوت کے دوران حکومت کی جانب سے مولانا سید ابوذر بخاری کو روپوشی کے دوران دستیاب ہو جانے کی صورت میں گولی مار دینے کا حکم تھا ، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر طرح حفاظت وصیانت کی ، کسی نے سچ کہا ہے ۔

مارنے والے سے بچانے والا ’’ڈاہڈا‘‘ ہے

مجلس تحفظ ختم نبوت اور سید ابوذر بخاریؒ

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام واحد دینی جماعت تھی جس پر مسلم لیگی حکمرانوں نے پابندی عاید کر کے خلاف قانون قرار دے دیا تھا ، جبکہ مجلس کے سربراہ حضرت امیر شریعتؒ نے ۱۹۴۸ء میں ہی انتخابی سرگرمیوں سے دامن کش ہو

کراپنی جماعت کوصرف عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے محدود اور مخصوص کرلیا تھا، چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ کے مکان پر احرار رہنماؤں کے اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا جو درحقیقت مجلس احرار پر پابندی کی وجہ سے احرار کی دینی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کا اسٹیج تھا۔ جس میں حضرت امیر شریعت سرپرست اور قائد، مولانا قاضی احسان احمد شجاعبادی امیر ،مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ اور مجھے سیکرٹری نشرواشاعت مقرر کیا گیا تھا۔ مولانا سید ابوذر بخاری کا شروع سے ہی مؤقف تھا کہ مجلس احرار کے مقابلے میں ختم نبوت کے نام پر کوئی الگ جماعت نہ بنانی چاہیے بلکہ متحدہ ہندوستان میں جس طرح احرار کا شعبۂ تبلیغ خدمات انجام دے رہا تھا اور قادیان احرار کا ختم نبوت ٹرسٹ قائم تھا اسی طرز کا تمام مکاتب فکر پر مشتمل تبلیغ ختم نبوت ٹرسٹ قائم کر کے خدمات انجام دی جائیں تو بہتر ہے۔ اس سلسلے میں مولانا محمد علی جالندھری اور حافظ سید عطاء المنعم شاہ بخاری کے مابین اختلافات تھے۔ چنانچہ اسی عدم موافقت کا یہ ثمرہ ہے کہ سید عطاء المنعم شاہ بخاری (جانشین امیر شریعت) کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے کسی شعبے حتیٰ کہ رکنیت کا بھی اہل نہیں سمجھا گیا، حتیٰ کہ مولانا محمد علی جالندھری کی وفات کے بعد آج کل ان کے فرزند ناظم اعلیٰ ہیں۔ انہوں نے بھی مولانا سید ابوذر بخاری کو اس حد تک نظر انداز کیا ہے کہ مجلس کے زیر اہتمام اشاعت پذیر کسی بھی مطبوعات میں حافظ صاحب کا نام نہیں آنے دیا ہے، خصوصاً ضخیم کتاب ''قادیانیت میری نگاہ میں''۔ علماء کرام صحافیوں اور دانشوروں کے تذکرے میں حافظ صاحب کو بہر طور نظر انداز کر کے حضرت امیر شریعت کے خاندان اور اولاد سے بے وفائی کی افسوسناک مثال پیش کی گئی ہے۔ جبکہ علماء، خطباء صحافیوں اور دانشوروں کی فہرست میں کئی سخت مخالفوں کے نام درج ہیں۔ ایسی تنگ نظری کی وجہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی منفردانہ حیثیت ختم ہوگئی اور اسی مقصد کی خاطر مختلف حضرات نے ختم نبوت ہی کے نام سے اپنی الگ الگ تنظیمیں قائم کر لی ہیں، جو ہرگز مستحسن نہیں۔

علمی ادبی خدمات

بہر نوع مولانا حافظ عطاء المنعم شاہ بخاری نے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس صحابہؓ کے تحفظ کی خاطر جو علمی خدمات انجام دی ہیں وہ منفردانہ حیثیت رکھتی ہیں، اس سلسلے میں ان کی گرانقدر تصانیف ملّت اسلامیہ کا لائق افتخار اثاثہ ہیں، حافظ صاحب نہ صرف کئی ضخیم کتابوں کے مصنف تھے بلکہ اہل علم وقلم کا ایک وسیع حلقہ بھی قائم کیا تھا، ان کے ممدوح اہل قلم میں سے منور مرزا جالندھری، احمد سعید اختر ،لطیف مرزا، منظور احمد بھٹی، حافظ عبدالرشید ارشد، سید محمد طلحہ گیلانی، حفیظ رضا پسروری علامہ لطیف انور، پروفیسر خالد شبیر، شریف جالندھری، رفیق اختر، عمر فاروق، شاہد کاشمیری اور عباس نجمی کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں ۔حافظ صاحب صحیح الفکر ادیبوں، شاعروں، دانشوروں اور علماء کرام کے بڑے قدردان تھے۔ حضرت امیر شریعتؒ اور مولانا سید ابوذر بخاری دونوں باپ بیٹا علامہ طالوت کو شاعری میں استاد مانتے تھے۔ حافظ صاحب کے ادبی مقام کی بلندی کا اندازہ ان کے کلام سے لگایا جاسکتا ہے۔ ان کا کلام مولانا ابوالکلام آزاد کے ادبی شکوہ اور ظفر علی خان کی لفاظی اور قافیہ بندی، علامہ طالوت کی روانی اور ادبی چاشنی کا آئینہ دار ہے۔ مولانا سید ابوذر بخاری بایں طور بھی خوش نصیب تھے کہ انہوں نے اپنے پسماندگان

میں عزیزان حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری، سید محمد ذوالکفل بخاری (بھانجے) اور سید محمد معاویہ بخاری ایسے فرزندار جمند چھوڑے ہیں جو اس باعظمت خاندان کی دینی وعلمی قدروں اور روایات کے صحیح محافظ اور علم وادراک کی اعلیٰ صلاحیتوں سے متصف ہیں۔ حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری' مجلّہ ''نقیب ختم نبوت'' کے مدیر ہیں۔ مولانا سید ابوذر بخاری کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ اُمّ کفیل بھی ایک عالمہ، فاضلہ، ادیبہ اور شاعرہ ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام روح افزا اور ایمان افروز ہوتا ہے۔ مولانا سید ابوذر بخاری کے بہنوئی ابوالکفیل حافظ پروفیسر سید محمد وکیل شاہ بخاری ایک ممتاز دینی شخصیت اور علم وادب میں خوب دسترس رکھتے ہیں۔ مولانا سید عطاء المنعم ابوذر بخاری کے ہونہار فرزند عزیزم سید محمد معاویہ بخاری ماہنامہ ''الاحرار'' کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ وہ اپنے والد ماجد کے علمی ادبی اور سیاسی شعور سے متصف اور سلجھے ہوئے اہل قلم ہیں۔ نیز مولانا حافظ سید ابوذر بخاری کی تصانیف اور ان کے ادبی کلام کی شایان طریق سے اشاعت کا اہتمام کررہے ہیں۔ جوہر خطابت اس خاندان کو ورثے میں ملا ہے۔ مولانا سید ابوذر بخاری کے بعد ان کے بھائیوں میں سید عطاء المہیمن بخاری (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعتؒ اور اپنے برادر اکبر مولانا سید ابوذر بخاری کی' مولانا سید محمد کفیل بخاری اپنے ماموں کی اور سید محمد معاویہ بخاری اپنے والد ماجد کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے' عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس صحابہ کرامؓ کے تحفظ کے لیے اپنے ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطاب سے مسحور کررہے ہیں:

''اللہ کرے زور بیاں زور قلم اور زیادہ''

مولانا حافظ سید عطاء المنعم ابوذر بخاری کی علمی وادبی عظمت کا......اس سے اندازہ لگایئے کہ حضرت امیر شریعتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''میرا بیٹا علم وادب میں مجھ سے کہیں زیادہ فوقیت اور فضیلت لے گیا ہے۔'' والد صاحب کا اپنے لختِ جگر کو یہ خراج تحسین بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

مولانا سید ابوذر بخاری کی تصانیف میں سے ''صلوٰۃ الرسول (ﷺ) ، سواطع الالہام، سیرت خلفائے راشدینؓ، مقدمات امیر شریعت، کلیات ابوذر بخاری، مجدِ اعظم، مجمع المصادر العربیۃ، کانِ پارسی، احکام ومسائل (خطبات جمعہ و عیدین)'' اور دیگر کتب کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ مولانا سید ابوذر بخاری' شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ بروز منگل ۲۸ / جمادی الاوّل ۱۴۱۶ھ ۲۴ / اکتوبر ۱۹۹۵ء دین ودیانت، علم وعرفان اور فضل وکمال کا یہ خورشید جہاں تاب سرزمین ملتان میں ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ اس روز پاکستان میں مکمل سورج گرہن تھا۔ ان کے سانحۂ ارتحال پر کسی نے کیا خوب کہا تھا:

آج گہنا گیا آفتابِ ھُدیٰ اور ظلمت بڑھی الحفیظ الاماں
نورِ تحقیق کا اک اجالا گیا بڑھ گئیں ظلمتیں اور تاریکیاں